Gohar e tehqeeq گوہر تحقیق
گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور

Year 2023; Vol 02 (Issue 02)
PP. 83-96 https://journals.gscwu.edu.pk/

وجیہہ خلیل

ایم ایس سکولر، لاہور

ہمایوں عامر

سبجیکٹ سپیشلسٹ، پنجاب گروپ اُف کالجز، آرو، شعبہ اردو، لاہور

Wajiha Khalil

MS Scholar, Lahore

Humayun Aamir

Subject Specialist, Punjab Group of Colleges, Arvo, Department of Urdu, Lahore

اقبال راہی کی غیر مطبوعہ نظمیں موضوعاتی جائزہ

Iqbal Rahi's unpublished Poems, Thematic review

Abstract:

The themes of Iqbal Rahi's poetry are very wide. He has presented not only the problems of life but also the issues of social life in a unique way in his ghazals, poems and essays. The most important thing about Iqbal Rahi is that he not only writes full poetry but also recites verses and, in his poetry, not only his experiences but also social life come out in a clearer way. Iqbal Rahi's ghazals are characterized by many technical and stylistic features. There is diversity in his ghazals intellectually and thematically, his ghazals reflect Islamic thought and thought as well as national and regional thought. Iqbal Rahi's hymns and Naat have been reviewed on many other topics. Iqbal Rahi's hymns are a beautiful expression of devotion and love to God Almighty. Naat is an Islamic and Urdu tradition, which every Various poet of the period advanced with new color and harmony, even non-Muslim poets were fluent in this genre. "Iqbal Rahi's unpublished poetry" will be reviewed, while shedding light on the

tradition of poems and ghazals after the establishment of Pakistan, Iqbal Rahi's unpublished poetry will also be reviewed. He is a true poet. He wrote poetry on many personalities. The number of his unpublished poems is around twenty thousand, while he has written about five thousand verses and about one thousand ghazals, which will be briefly mentioned in this chapter.

Key Words: Iqbal Rahi, Ghazals, Poems, Naat, hymns, intellectually, thematically and Urdu tradition.

اقبال راہی ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ اقبال راہی نے ہمیشہ محنت مشقت اور مشقِ سخن سے بھری زندگی گزاری ہے۔ احسان دانش جیسے عظیم شاعر کی شاگردی اختیار کی اسی وجہ سے ان کی شاعری اور زندگی میں محنت، مزدوری اور مشق سخن کے عکس باقاعدہ نظر آتے ہیں۔ شاعر عام انسان سے زیادہ حساس اور جذباتی ہوتا ہے، اقبال راہی نے اپنی زندگی جن مشکلات اور پریشانیوں میں بسر کی اسے اپنی شاعری کے ذریعے بیان کیا لیکن شاعری میں انہوں نے مشکلات کا حل، دکھوں میں سکون کی تلاش اور منزل تک رسائی کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔ اقبال راہی نے اپنی شاعری کے ذریعے اپنے جذبات کی عکاسی، افراد اور قوم کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے۔

کوئی کتاب بھی خواہ مقبول و غیر مقبول، قارئین کے ہاتھ میں آنے سے قبل دو تکمیلی مراحل طے کرتی ہے۔ پہلا مرحلہ مسودہ یا قلمی نسخہ (مصنف یا شاعر کا ہاتھ سے لکھا نسخہ) دوسرا مرحلہ طبع شدہ یعنی کتابی شکل۔ طباعت شدہ مقالہ جو کتاب کی صورت اختیار کر لیتا ہے وہ قومی ورثہ بن جاتی ہے۔ اسی طرح غیر مطبوعہ مقالہ بھی اپنی خاص اہمیت و افادیت کا حامل ہوتا ہے لحاظہ غیر مطبوعہ کلام کو محفوظ کرنا اور جلد از جلد چھپوانا بھی ضروری ہوتا ہے کیونکہ کسی ادیب یا شاعر کے کلام کی بدولت ہی اس شاعر یا ادیب کے ذہنی ارتقا کی مختلف کڑیوں کو مربوط کیا جا سکتا ہے نیز ادیب یا شاعر کی موجودہ کیفیت یعنی اس کا ذہن مختلف اوقات میں کِن کِن الجھنوں، لمحاتوں اور تحریکوں سے متاثر رہا اس کا اندازہ بھی غیر مطبوعہ کلام ہی لگایا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ زبان کی اصلاحات میں فنی نزاکتوں اور لفظی آرائیش، الفاظ کے صحیح انتخاب اور علم بیان کے وسیع تر علم کی بدولت اشعار میں تمثال آفرینی وغیرہ کسی بھی زبان کے فروغ میں ادیب اور شعراء ہی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اگر غیر مطبوعہ علمی سرمائے کی طباعت کا انتظام نہ کیا جائے تو زبان کی ترقی رک جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر بعض اوقات بیاض یا ذاتی مسودہ گم ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ اقبال راہی بھی اُن نابغہ روزگار ہستیوں میں سے ہیں جن کا کلام اُردو ادب کا ایک اہم سرمایہ ہے۔ ان کی

شاعری میں ترقی پسندی، تصوف، رومانیت اور صوفی ازم کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے موجودہ دور میں اگر ان کے کلام کی حفاظت نہ کی گئی تو شاید قوم بڑے شاعر اور ان کے علمی سرمائے سے محروم رہ جائے گی۔

تخلیقی فن پارہ تخلیق کار کی سوچ اور فکر کے ساتھ ساتھ اُس کی شخصیت کی بھی عکاسی کرتی ہے۔ کنول اقبال راہی کے بارے میں انہی جذبات کا اظہار یوں کرتی ہیں:

> ''موجودہ دور گھٹن کا دور ہے اس دور میں شاعری ایک اچھی چیز ہے کیونکہ یہ انسانی جذبات کا اظہار ہے اور اس میں زندگی کے بنیادی عنصر شامل ہوتے ہیں اور اقبال راہی کی شاعری میں بھی یہ تمام عناصر دیکھنے کو ملتے ہیں۔'' (1)

نیازی اقبال راہی کی شخصیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''شاعر کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ احساس دل کا ہوتا ہے جو اپنے ارد گرد کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے اور چند اشعار کے ذریعے بہت بڑے اور واضح معلومات بیان کرتا ہے۔'' (2)

اقبال راہی نے ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے اقبال راہی ممتاز اور منفرد شخصیت کے مالک ہیں، اقبال راہی نے ترقی پسند تحریک کے دوران نظم نگاری اور نظم گوئی کا آغاز کیا اور اسی وجہ سے اپنی تمام نظموں کو اشتراکیت نظام پر وقف کر دیا اس کے ساتھ ساتھ اقبال راہی نے جدید اردو نظم میں قطعات اور رباعیات کہے اسی بنا پر انھیں جدید نظم کے ترقی پسند ارباب اربعہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ اقبال راہی کی نظم نگاری پر تبصرہ کرتے ہوئے ارمان سرور رقم طراز ہیں:

> ''اقبال راہی کی اگر ہم نظم کو دیکھیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان کی تمام نظم گوئی میں ایک فلسفیانہ فکر، خارجیت سے داخلیت کی جانب سفر، حقائق کا ادراک ،اقرار اور اظہار، تخیل کی پاکیزگی اور وحدتِ تاثر قدر مشترک کی حیثیت سے موجود ہے۔ ''پھول پھول خوشبو'' کی نظموں کو اقبال راہی کی گھریلو نظمیں قرار دیا گیا ہے مگر اصلیت میں یہ نظمیں محض گھریلو نہیں بلکہ ان نظموں سے ان کی فلسفیانہ فکر، وسعتِ مطالعہ، شعورِ ذات و کائنات اور احساسات کے پھیلاؤ اور مرکزیت کے عناصر ہویدا ہیں۔'' (3)

ان کی نظمیں جذبات انسانیت کی ترجمانی کے ساتھ ان کے ذاتی کرب کا بھی عکاس ہیں۔ اقبال راہی کی شخصیت اور فن میں کوئی کمی نہیں، ان کا فن ان کی شخصیت سے جھلکتا ہے۔ ان کی گھریلو زندگی، بچوں اور بیوی کے حوالے سے یہ نظم ''تم کہاں'' ملاحظہ ہو:

خواب ہو کر رہ گیا ذوق تمنا کا چمن
آیا زد میں خزاں کی میرا تابندہ چمن
سونی سونی ہو گئی فکر و نظر کی انجمن
ہو گیا ہے مضمحل تابانیوں کا بانکپن
قلب سے مٹتے نہیں یاس و حسرت کے نشان
چھوڑ کر مجھ کو اکیلا چھپ گئے ہو تم کہاں
چاند کی کرنوں میں وہ پہلی سی تابانی نہیں
ہو گئے ہیں آنکھ سے او جھل وہ نظارے
ہاتھ ملتا ہے نہ جانے کیوں میرا قلب حسیں
رنگ و ندرت سے بہتی ہیں اوج انساں کے نگیں
ہر طرف پھیلی نظر آتی ہے غم کی داستاں
چھوڑ کر مجھ کو اکیلا چھپ گئے ہو تم کہاں (4)

اقبال راہی اپنی نظموں میں ذاتی تجربے کی بدولت عوام الناس سے مخاطب ہیں وہ اپنی نظموں کے ذریعے عوام کے دکھ اور درد کو خوب انداز سے بیان کرتے ہیں اور ان مسائل کے حل کے لیے اپنے نظریات کو شاعری کے انداز میں پیش کرتے ہیں جو کہ ان کو ایک منفرد انداز ہے اور اس کے لیے انھوں نے نظموں میں نئے نئے انداز بتائے اسی وجہ سے ایسا لگتا ہے اقبال راہی جو کچھ بھی لکھ رہے ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ سچائی اور زیست کا توازن لیا ہوئے ہے۔ ان کی اشتراکی رویے کی ایک نظم ''غیرت کا سفینہ'' ملاحظہ ہو:

آنکھوں میں رہی شرم نہ چہروں پہ ندامت
ناپید ہوئی جاتی ہے تہذیب و شرافت
ڈھونڈنے سے نہیں ملتا کہیں نام اخوت
یہ دور جہالت ہے رزالت کہ خیانت

ملتے نہیں احساس و مروت کے نشانات

کس موڑ پہ لائی ہے ہمیں گردش حالات

اندر سے ہر اک شخص کی دنیا ہے

درکار ہے انسان کو آرام دل و جاں

اور بس میں کسی کے بھی نہیں درد کا درماں

احساس سے عاری ہے نمائندہ یزداں

پاکیزہ امنگوں کا نہیں کوئی ٹھکانہ

کس حال سے دوچار ہے اس وقت زمانہ

جس سمت نکل جاو اندھیرا ہی اندھیرا

آفاق میں اُڑنے لگا ظلمت کا پھریرا

یوں تنگ ہوا جاتا ہے تقدیر کا گھیرا

سمہا ہوا بیٹھا ہے حسرت کا سویرا

ماضی کی عنایات کو رہ رہ کے پکاروں

اس دور خرابات کو کیا کہہ کے پکاروں (5)

اقبال راہی کی یہ نظم فنی اور موضوعاتی حوالے سے ایک مکمل نظم ہے اس میں اشترا کی حقیقت ملتی ہے۔ اگرچہ اس نظم میں اقبال راہی نے اپنی قوم کی غیرت کو مخاطب کیا ہے اور تاریخ کے اوراق کو بدلتے ہوئے ہزاروں لوگوں کے حالت کی تصویر کشی کی ہے یہ نظم بظاہر انفرادی لگتی ہے مگر آفاقی ہے اور پورے معاشرے کے کرب کی ترجمان ہے۔

اقبال راہی کی نظمیں فکری اور فنی موضوعات رکھتی ہیں ان کے موضوعات اتنے مضبوط ہیں کہ یہ ان کی قلمی دسترس اور فن کا ناقابل تردید ثبوت ہیں۔ ان کی نظموں میں سیاست، معاشرت اور معاشی مسائل کا ذکر عام ملتا ہے۔ اقبال راہی توانا فکر، سعیء پیہم اور مضبوط اعصابی نظام کے مالک ہیں۔ اقبال راہی کے یہی تمام موضوعات اور ان کی فکری و فنی خوبیاں انھیں شاعری کے اعلیٰ رتبے پر فائز کرتی ہیں۔ اور یہ نظمیں نفسِ مضمون کو بھرپور طریقے سے بیان کرتی ہیں۔ وہ بات کو پورے احسن طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ اقبال راہی کی نظم ''امن کا دیوتا'' کی یہ سطریں ملاحظ ہو:

حریت کی چمکتی دمکتی جبیں

ساری دنیا کے محنت کشوں کا امیں

آج رخصت ہوا

جس کی خوشبو ہوا میں دمکتی رہی

سوچ جسکی فضا میں دمکتی رہ

آج رخصت ہوا

قوم کو جس نے دی فکری کی روشنی

جس نے ہموار کی راہ ذوق خودی

آج رخصت ہوا

اوج انسانیت جس کے پیش نظر

جس پر قربان کا چین کا ہر بشر

آج رخصت ہوا

جس نے شاخیں لگائی تھیں تنظیم کی

ڈالی بنیاد افہام و تفہیم کی

آج رخصت ہوا

ماوزے تنگ جس فرد کا نام تھا

جس کو کہتے تھے سب امن کا دیوتا

آج رخصت ہوا (6)

اقبال راہی خارخیت اور داخلیت سے بھرپور ہیں بنیادی طور پر اقبال راہی خارجیت پسند ہیں مگر جذباتی ساخت اور مزاج کے حوالے سے داخلیت پسند ہیں۔ اور ان کی اس کیفیت کا پہلو ان کی نظموں سے صاف دکھائی دیتا ہے۔ اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی نظموں میں داخلیت اور خارجیت دونوں کو بھرپور انداز میں دیکھا جا سکتا ہے اس حوالے سے درج ذیل نظم ملاحظہ فرمائیں:

"گلشن ہستی"

جس کے دم سے گلشن ہستی میں رعنائی بھی ہے

اے صبا ان کا کوئی پیغام تو لائی بھی ہے

تیرے جلوں کی طلب رکھتے ہیں جو رندان شہر

دیکھنا یہ ہے انھیں ذوق شناسائی بھی ہے

ہے میرے پیش نظر کتنے دلوں کا اضطراب

انجمن میں ہوں مگر احساس تنہائی بھی ہے

تم میرے دل میں اُتر آو بقید خال و خد

کانچ کے اس فرش پر عکس شکیبائی بھی ہے

دوسروں کے ضبط غم پر کر رہے ہو تبصرہ

تم نے راہی خود کر زنجیر پہنائی بھی ہے۔ (7)

اقبال راہی نے بہت سی ایسی نظمیں لکھی ہیں جو ان کی گھریلو زندگی کی عکاسی ہیں اور یہ زیادہ تر نظمیں ان کے مجموعہ ''پھول پھول خوشبو'' میں ہیں ان کی یہ نظمیں زیادہ تر ان کی زوجہ اور بچوں پر ہیں جن میں وہ ان سے مخاطب ہیں۔ مخاطب ان سے ہیں لیکن ترجمانی پورے معاشرے کی کرتی ہیں قاری جب ان نظموں کو پڑھتا ہے تو قاری اقبال راہی کے کرب اور دکھ کو پڑھتا ہے اور ان کے کرب کو پڑھنے کے بعد قاری اسے اپنا کرب سمجھتا ہے۔ اس لیے ''پھول پھول خوشبو'' کو گھریلو نظموں کا نام دیا گیا ہے۔ اس بارے میں ڈاکٹر سلیم اختر رقم طراز ہیں:

''اقبال راہی نے اپنی گھریلو نظموں کا بنیادی موضوع، گھر، آنگن، بیوی اور بچے کو بنایا ہے اور ہمیشہ با اثر اور پر اثر نظمیں لکھیں اقبال راہی نہ تو اپنی محبوبہ کی تلاش میں نکلے اور نہ ہی صحرانوردی کی کیوں کہ بیوی کے روپ میں محبوبہ ان کے گھر میں موجود تھی۔'' (8)

اقبال راہی کی شاعری میں جو انداز اور رنگینی ہے وہ پہلے کے شاعروں میں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہے کیونکہ انھوں نے شاعری میں نئے تجربے کئے شاعری میں سہرا لکھنے کی روایت بھی بہت پرانی ہے اور موجودہ دور میں یہ صنف دوسرے شعرا میں کم ہی ملتی ہے اس لیے راہی اپنی بیٹی کی شادی کی خوشی کو شاعری کے رنگ میں خوبصورت انداز سے پیش کرتے ہیں۔ اقبال راہی کی نظموں میں ایک وسعت اور ایک تاثر دیکھنے کو ملتا ہے اور اسکی وجہ سے وہ انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی اور قومی سطح تک پہنچ جاتا ہے اور ان کی گھر کی بات اور خوشی گھر تک نہیں رہتی بلکہ دوسرے گھروں کی ترجمانی کرتی ہے اقبال راہی ایک انقلابی شاعر ہیں

لیکن انقلاب میں بھی سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے نعرہ بازی کی بجائے اپنے پیغام کو خاموشی سے دوسرے لوگوں تک

بیٹی کی شادی اچھی جگہ کروانے کی خواہش مند ہوتی ہے لیکن بیٹی کی رخصتی کے وقت آنسوں کے جذبات میں سہہ جاتی ہے اسی منظر کو اقبال نہ ہی ایسی نظم "ماں کی نصیحت" میں یوں بیان کیا کرتے ہیں۔اقبال راہی کی نظم "ماں کی نصیحت" دیکھیے:

وہ باہوں میں میری تیرا جھول جانا
وہ ناراض ہونا وہ ہنس کر منانا
سلیقے سے ہر کام تو نے سنوارا
نہ انکار تو نے کیا جب پکارا
تو سسرال اب شازیہ جارہی ہے
وہی گھر مری جاں تری زندگی ہے
مری پیاری بیٹی مری جان بیٹی
میں صدقے میں واری میں قربان بیٹی
تیری رخصتی کا دن آیا ہے
چلی ہے میرے گھر سے تیری سواری
جدا ہو کے تو مجھ سے جانے لگی ہے
تیری یاد ابھی سے ستانے لگی ہے
تیرے ہاتھ ہے اب مری لاج پیاری
حیا کا یہ زیور ہے معراج پیاری
جہاں بھر کی خوشیاں ہوں جھولی میں تیری
تیرے ساتھ بیٹی دعائیں ہیں میری
شرافت کا ہر حال احساس رکھنا
نصیحت میری تم سدا پاس رکھنا
سجا شازیہ اپنے رخ پہ اُجالے
کہ روتے نہیں ہیں وداع ہونے والے (9)

اقبال راہی نے جوانی ہی سے زندگی کے کٹھن لمحات کو دیکھا خاص طور پر بیماری نے ان کے گھر میں ڈیرے ڈال لیے

شب وروز اندر ہی اندر گھائل کرتا رہتا ہے۔انھیں اپنے عوام کی فکر لاحق ہے کہ میرے معاشرے میں انصاف،مساوات،کا نظام ہو اور کسی غریب مزدور،کے حقوق کی پامالی نہ ہو،کسی کا معاشی استحصال نہ ہو،تمام انسان برابر پیدا ہوئے ہیں،ان کا کائنات کے وسائل پر بھی حق ہے۔اقبال راہی اپنی نظموں میں انھیں مضمون کو خاص اہمیت دیتے ہیں اور اس کو بیان کرنے میں خوب ہنر رکھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی نظموں کے رنگ حکیمانہ اور خطیبانہ ہے۔ان کی یہ نظم فکر اور اسلوب کا خوب صورت منظر پیش کرتی ہے اور فکری اور فنی لحاظ سے شاعر کو سوچنے اور اس میں دلچسپی لینے پر مجبور کرتی ہے۔ان کی نظمیں تخلیقی اور فنی رفعتوں کی سزاوار ہیں۔اقبال راہی کی یہ نظم ملاحظہ کریں:

مجھے قحطِ سخن کا خوف کیسا
فلک ہوں اور تاروں سے بھرا ہوں
تخیل کی فراوانی ہے اتنی
کہ اے تخلیق فن گھبرا گیا ہوں
عطا کرتی ہے گویائی کی فصلیں
میں اپنی سبز دھرتی پر فدا ہوں
ہنر منسوب ہے خونِ جگر سے
دل وجاں سے یہ نسبت پالتا ہوں (10)

کسی بھی شاعر کی شاعری کا کمال الفاظ کے چناؤ اور خیال پر ہوتا ہے۔خیال اور الفاظ جتنے عمدہ ہوں گے قاری پر اتنا اثر کریں گے ا ور ان دونوں پر اقبال راہی کو ملکہ حاصل ہے وہ ایسی نظمیں لکھتے ہیں کہ نظم کا ہر مصرعہ ایک مکمل خیال لگتا ہے۔انھوں نے جس صنف شاعری میں لکھا کامران ٹھہرے۔ان کی فکری،فنی اور علمی استعداد کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔،ڈاکٹر اجمل نیازی،اقبال راہی کے شعری مجموعہ "پھول پھول خوشبو" کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اردو نظم میں اقبال راہی نے گھر کو معاشرے کی بنیادی اکائی اور سماجی اساس تصور کیا ہے اور اسی موضوع پر بہت سے نظمیں بھی لکھیں اور غزلوں میں بھی اسی خیال کو جابہ جا دیکھا جا سکتا ہے بیوی کسی بھی گھر میں

بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتی ہیں اور اقبال راہی کو اپنی بیوی سے بے حد محبت
ہے جس کا بلاواسطہ تذکرہ اس کی غزلوں میں بھی موجود ہے۔" (11)

اقبال راہی ایک متحرک شاعر ہیں نہ تو ان کی شخصیت میں اور نہ ہی ان کی شاعری میں ہمیں کسی بھی قسم کا جمود نہیں ملتا، ان کی طبیعت میں سفر در سفر کی کیفیت موجود ہے۔ اس لیے ان کی نظم کسی ایک جگہ نہیں ٹھہری۔ انھوں نے عشق وعاشقی کے رسمی مضامین برتنے سے حتی الامکان اجتناب کیا ہے۔ اگر کہیں عشق و محبت کی کیفیت اور جذبات نظر آتے ہیں تو وہ ان کی گھریلو زندگی تک محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان کے شعری مجموعوں کے ناموں میں سفر کا عنصر واضح نظر آتا ہے۔ اقبال راہی کی عشقیہ شاعری پر ڈاکٹر تبسم کاشمیری ایک جگہ لکھتے ہیں:

"اقبال راہی نے عشقیہ شاعری کی بنیاد فطرت کے اصولوں پر رکھی ہے۔
انھوں نے جذبوں کی گہرائی میں ڈوب کر اپنی شریکِ حیات سے مخاطب
ہو کر اپنے جذبات اظہار کا نہایت فطری اور دل چسپ اظہار کیا ہے۔ اس
میں سچائی ہے، جذبہ ہے، معصومیت ہے، حقیقی عشق میں سرشاری ہے۔
انسان کے سچے اور فطری جذبات اور احساسات نے ان کے اشعار میں
فطری رنگ بھر دیا ہے۔" (12)

اقبال راہی کی شاعری فطری جذبے اور صداقت پر مبنی ہے جس سے قارئین لطف اندوز ہوتے ہیں، کیوں کہ انھوں نے اپنی شاعری میں معصومیت، صداقت، جذبات اور احساسات کا بڑے دل کش پیرائے میں اظہار کیا ہے۔ ان کی شاعری روایتی اور شخصی عشق سے ماورا ہے۔ ان کے اظہار پر سماجی پابندیاں لگی ہوئی ہیں۔ ان کا یہ سماج اشتراکی بھائی چارے پر مبنی ہے۔ وہ معاشرے میں سیاسی عدم استحکام، معاشی ناانصافی، بربریت، ظلم و جبر اور قتل و غارت سے گھبراتے ہیں۔ اس فضا میں انھیں گھٹن محسوس ہوتی ہے۔ اور نئے معاشرے میں سانس لینا چاہتے ہیں۔

زندگی دکھ سکھ کے مجموعے کا نام ہے اور ایک شاعر انسانی جذبات کی شاعری کے ذریعے صحیح ترجمانی کرتا ہے یہ خاصہ اقبال راہی کا بھی اور ان کے کلام کی خوبی بھی ہے کہ وہ معاشرے میں بسنے والے انسانوں کے دکھ درد کو نہ صرف جانتے ہیں۔ بلکہ محسوس بھی کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک معاشرتی مسائل ان کے انفرادی مسائل بھی ہیں اقبال راہی کی شاعری ان دکھی انسانیت کے لیے مرہم کا باعث ہے۔ اور وہ ہر وقت ان دکھوں کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اقبال

راہی کا ادبی لب ولہجہ انقلابی ہے۔ اسی وجہ سے ان کی نظمیں منفرد ہیں۔ پروفیسر قمر رئیس، اقبال راہی کے فکرو فن کے بارے میں بات کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

" اقبال راہی ایک محبت کرنے والے دوست ہیں وہ دوسروں کے دکھوں
کو اپنا دکھ سمجھتے ہیں اور ان کے ازالے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے
ہیں اور یہی ان کی شاعری کا بھی نقطہ نظر ہے۔" (13)

اس حوالے سے اقبال راہی کی نظم "کیا اسی دن کیلیے سونپا گیا تھا یہ وطن" ملاحظہ کیجئے:

آسماں پر رات تھا ور دی گھٹاوں کا ہجوم
جلوۂ مہتاب روشن تھا نہ فانوسِ نجوم
اس طرح بوجھل ہوئی جاتی تھی پلکوں کی روا
جیسے پت جھڑ میں درختوں کے تڑپنے کی صدا
ایک جھونکا نیند کا آیا نظر گم ہو گئی،
خواب کی دنیا میں میراث بصیرت کھو گئی
دیکھتا کیا ہوں کہ ہے ہر سمت ماتم کا سماں
روتے جاتے تھے مسلسل بچے بوڑھے اور جواں
کوئی کہتا تھا کہ لا کر دو میری آنکھوں کا نور
کوئی کہتا تھا کہ دلوادو میرے دل کا سرور
ان کے چہرے پر نمایاں کرب کے آثار تھے
ہوتے ہوں تبدیل جیسے کرچیوں میں آئینے
اپنی آنکھوں پر لئے بربادئِ گلشن کی شام
دی لبوں کو جنبش اور مجھ سے ہوئے یوں ہمکلام
کیا ہوا بارہ کروڑ افراد کا زرّیں چمن
کیا اسی دن کیلئے سونپا تھا یہ وطن (14)

اقبال راہی کی ہی نظمیں کوئی گہرا کرب لیے ہوئے ہیں۔ ان کی نظمیں معاشرتی اور جذباتی پہلوؤں کی وجہ سے ایک مخصوص انداز کی غماز ہیں۔ اقبال راہی کا محبوب کوئی ماورائی شے نہیں بل کہ ہماری طرح کی جیتا جاگتا مجسم پیکر ہے، اقبال راہی اس سے

ملتا ہے اس سے باتیں کرتا ہے، اس سے ساتھ شریک سفر ہے۔ اسے نہ جدائی کا دھڑکا ہے نہ دربان کا خوف اور نہ ہی رقیب کی رقابت محسوس ہوتی ہے، وہ ہر وقت اپنے محبوب کے وصل کے مزے لیتا ہے۔

اقبال راہی ایک ایسے شاعر ہیں جنھوں نے شاعری میں کئی نئے نئے تجربے کیے ہیں۔ انھوں نے یک مصری نظموں کا تجربہ کیا فردیات اور نثری نظموں کی ہیئتیں بھی شاعری میں اقبال راہی نے روشناس کروائی ہیں۔ اقبال راہی کئی نئی ہیئتوں کے بانی ہیں۔ اقبال راہی کے "فرد" کو دوہے کی ترقی یافتہ شکل کے طور پر استعمال کیا، دوہے میں ایک محدود بحر ہوتی ہے جب کہ فرد

شاعری میں دوہے کا رواج تھا، اقبال راہی نے دوہے کی طرز پر اردو شاعری کو "فرد" کی ایک نئی صنف عطا کی ہے۔ اقبال راہی کی "فرد" نگاری کے حوالے سے آفتاب حسین سرائی لکھتے ہیں:

> "اقبال راہی نے اپنی شاعری میں جہاں پرانی روایات کو اپنایا وہاں انہوں نے شعری اصناف میں کچھ نئے بھی تجربات بھی کیے اور ان تجربات میں "فرد" وہ شعری صنف ہے جسکو اقبال راہی نے اپنی شاعری میں نئے انداز سے متعارف کروایا اور ان کے دونوں مجموعوں میں فرد کے ان نئے انداز کو دیکھا گیا۔" (15)

اقبال راہی کو نظم معرا اور آزاد نظم کی طرح "فرد" میں بھی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے حق میں اقبال راہی نے بھرپور دلائل دیئے اور کہا جس طرح حاصلِ غزل شعر کو اگر الگ سے بیان کر دیا جائے تو ان کی اپنی اہمیت ہوتی ہے، اسی طرح "فرد" کی اہمیت ہے۔ اگر فرد شاعر کے لیے معقول نہیں تو پھر دیوانوں سے "بہتر نشتر" نکالنا بھی ضروری نہیں "فرد" شاعری کے اختصار کا نام ہے۔ اقبال راہی شاعری میں اختصار پر یقین رکھتے ہیں۔ اقبال راہی کی اس کیفیت کی ترجمانی ان کے فرد کے یہ مصرعے کر رہے ملاحظ ہو:

تم سو رہی ہو حلقہ آغوش میں میرے
جاگا ہے کس قرینے سے امشب مرا نصیب

سیکھ پیغمبروں سے کم سخنی
واعظوں سے نہ مانگ طول کلام

مرے ریاض کا حاصل یہ کھیت ہیں لیکن

مجھی کو دانہ گندم پہ اختیار نہیں

دستار کے ہر تار کی تحقیق ہے لازم

ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا

نہ میرے پاس زر و سیم تھے نہ مسند خاص

تجھے بھلا مری عظمت کا علم کیا ہوتا (16)

وقت انسان کو بہت کچھ سکھاتا ہے لوگوں کے اصلی چہرے انسان کے سامنے آتے ہیں اقبال راہی نے وقت اور معاشرے سے بہت کچھ سیکھا اور انھیں تجربات کی وجہ سے انھوں نے منافق اور مطلب پرست دوستوں کو چھوڑ دیا اور وقت کے ساتھ ساتھ وہ تنہا ہو گئے اور تنہائی کی زندگی گزارنے لگے کیونکہ زندگی کے جس حصے میں لوگوں کو انسان ان ضرورت ہوتی ہے اقبال راہی کے دوستوں نے اس لمحے اقبال راہی کو چھوڑ دیا۔ اقبال راہی نے انھیں دوستوں کو بھی اپنی شاعری کا حصہ بنایا ان تمام حالات کے باوجود بھی انھوں نے ہمت سے کام لیا اور کبھی بھی دوسروں پر بھروسہ نہ کیا اور نہ ہی مایوس ہو گئے اور ہمیشہ امید کا دامن تھاما اور اسی امید کے سہارے زندگی بسر کی۔

اقبال راہی ایک محبت کرنے والے انسان دوست شاعر ہیں جو نہ صرف کھرے بھی ہیں اور سچے بھی جو دوسروں کی تکلیف کو خود محسوس تو ضرور کرتے ہیں لیکن اپنی تکلیف کا کسی کو پتہ بھی نہیں چلنے دیتے ان کی غزلوں میں روایتی موضوعات بھی ہیں اور اُن کے ساتھ ساتھ ایک نیا پن بھی ہے وہ زبان کے مزاج کو بھی سمجھتے ہیں اور فن پر بھی اُن کی گرفت مضبوط ہے۔ انھوں نے اپنی غزلوں میں نزاکتِ احساس، جدتِ فکر اور پیکر تراشی کے بے شمار گل کھلائے ہیں اور اپنے عہد کی آواز اور اس کے نشیب و فراز سے اچھی طرح واقف ہیں۔ آج کے دور میں جس چیز کو زوال حاصل ہے جس عہد میں آج ہم زندہ ہیں اس کی مثال مفلس کی اُس خالی جیب کی مانند ہے جس میں چھید ہی چھید ہیں اور اُس میں پل بھر کے لیے ہوا قیام نہیں کرتی اسی طرح شاعری میں بہت سی بے ہنگم آوازوں کا اتنا شور ہے کہ سماعت تھر تھر کانپ رہی ہے۔ ان چند آوازوں میں ایک آواز اقبال راہی کی بھی ہے جس کی مثال ان چند آوازوں میں ایسی ہے جو اس شور کی دیوار سے رستہ نکال کر سماعت کو سہارا دیتی ہے۔ اقبال راہی کی شاعری کے موضوعات موجودہ عہد کے عین مطابق ہیں۔ ان کی غزلیات کے موضوعات میں بہت وسعت ہے۔ مثلاً مغربی تہذیب و تمدن سے بیزاری، بدلتی اقدار اور معاشرت پر طنز، درس اخلاق اور پیغام عمل، سوز و گداز، انسانی جذبات وا حساسات کی ترجمانی، حیات و کائنات کے مسائل، حقیقت نگاری، دنیا کی بے ثباتی کے مضامین و سیاسی و سماجی حالات کی ترجمانی،

عظمتِ رفتہ کی بازیافت، نو آبادیاتی نظام کے بعد کی غزل، بین الاقوامی سطح پر بدلتی ہوئی صورت حال، منظر اور پس منظر یورپی یونین، جنوبی ایشامیں دورِ جدید، قومی معاملات پر دسترس، کشمیر کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

حوالہ جات:

1. کرن کنول: (روزنامہ، ''اوصاف''، لاہور، یکم جنوری 2013ء)، ص8
2. اجمل نیازی، ''قطع بُرید''، (گلشن ادب پبلیشرز، لاہور، 2015ء)، ص9
3. سرورارمان، ''ادبی سلسلہ زربفت''، (نارووال، 1993ء)، ص3، 15
4. اقبال راہی، بیاض نمبر ا، غیر مطبوعہ، ص18،
5. اقبال راہی،، بیاض نمبر ۲، غیر مطبوعہ، ص41،
6. اقبال راہی، ''پاک جمہوریت''، (ہفت روزہ، لاہور، 2009ء)، ص27
7. اقبال راہی،، بیاض نمبر ۳، غیر مطبوعہ، ص39
8. سلیم اختر، ''مقیض''، (گوجرانوالہ، ادارہ ترقی اُردو، 1993ء)، ص38
9. اقبال راہی، بیاض نمبر ۲، غیر مطبوعہ، ص19،
10. ایضاً،
11. اجمل نیازی، ''شل''، (گلشن ادب پبلیشرز، لاہور، 2018ء)، ص سرورق
12. تبسم کاشمیری، ''شل''، (گلشن ادب پبلیشرز، لاہور، 2018ء)، ص سرورق
13. قمر رئیس، ''مقیض'' (گوجرانوالہ، سہ ماہی، 1993ء)، ص156
14. اقبال راہی،، بیاض نمبر ۳، غیر مطبوعہ، ص41
15. آفتاب سرائی، ''تارکین وطن''، (ماہانہ، لاہور، 1995ء)، ص13، ص21
16. اقبال راہی، بیاض نمبر ا، غیر مطبوعہ، ص7